

الْمُنْتَهَى وَالْمُتَنَاهَ كَمْ دَرِيْلَ وَانْ فَضَلَ قَرْتَانْ بِوَانْ بِلَانْ زَيْشَانْ

اعنی

# دیوان مرید اردو

تصویف طیف

تصویر گنجینہ فیوض بانی خزینہ علم حمانی خواجه علاء الدین قادری کوٹ مٹھن شہر  
باقہ تام

مدرسہ عربی اسلامیہ منبع الفیوض اولیسیہ ضویہ حامد آباد مطبوع عشد

ہر قسم کی درسی و غیر درسی، سفری، فارسی، اردو کتابیں دیوان بزرگان اور قرآن مجید

سیپاراہی، قاعدے سستے نرخ پر ملنے کا پتہ

لیسیہ ضویہ حامد آباد، داکنی پکالاران، پودوڈیشن

قیمت ایک روپیہ عرب

اللَّهُ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حَمْدَهُ وَصَلَوةُ عَلَى مُحَمَّدٍ

جو ہے ترکیب جسکی اک خطای او نیاں سے  
کر دہ کتنے مرحل دو رہے ممکن کے امکان سے  
ہوا ہوں میں ازال سے تا اب تک صدق ایماں سے  
ہوئے میں جان دل کے دوستوں پر دل جان سے

ٹھانے حق ادا ہوں طرح تسوید انسان سے  
درود و مصطفیٰ کا مجھ سانا الائق ہے کب لائیں  
سگ درگاہ بوجہ و عمر عثمان حیدر کا  
غلام خواجہ گان چشت آگے پیاسونے سے

فرید اب افسار ح دفتر دیوان کی کیجو  
کرتا دیوانے بن جائیں ہزاروں ترے دیوان سے

کو یا بلبل کو خزان میں گل چپن یاد آگیں  
شايد کہ اس سیاہ کو سین ذقن یاد آگیں  
سیر باغستان میں دہ گل پرسن یاد آگیں  
عاشقوں کا دل میں جب ختن کفن یاد آگیں

اپنے گھر ہول اب مجھے اسکل دھلن یاد آگیں  
چارو غم میں مرض طب ہر شبل دل میرے کے دہ  
چاک کر دا لا گلوں نے پیر سن کو جب مجھے  
رد یا اس دا سطے شاید کہ کب ہو گا العیب

طوف احرام منار سک جمع کے مجھو لے فرید  
کبھے میں جب وہ بُت ایماں شکن یاد آگیں

پھر میرے دشمنوں کو بجان آشنا کیا  
جس پر اذل سے میں نے سرانپا فدا کیا  
نہ وہ کیا رقبے لئے جو در بار کیا  
جن نے بھلا کیا مجھے اس نے بڑا کیا

افوس مجھکو یار نے دل سے جُدایکا  
بیان کی روش ہے وہر کی دشمن بنتا وہی  
یا کچھ کروں میں اپنی خرابی کی گفتگو  
بد بخت مجھ سے کم سوز یادہ جہسان میں

جو ہو فلک کی کیا میں شکایت کروں فرید ۱۰۷۴  
۲۷

بد نام ہر گلی میں مجھے بر ملا کیا

اس کے وشنام کو اعجاز سیما سمجھا  
اپنے بیک کونا تو سیں کلیں سمجھا  
چند کو مثل ہما زانع کو عنقا سمجھا  
ذرتے کے نور کو خورشید سے بالا سمجھا  
ختم گردوں کو اک اونٹے سا پیالا سمجھا  
میں نے نقش کف پا تیرے کو کعبہ سمجھا  
دل غمکیں نے اُسے عشق کا چرچا سمجھا  
تیری منہدی میں شیخ یہ بیضا سمجھا  
اپنے جلا دکوتا یہ کہ میں عنق اس سمجھا

بُت کے ہر ناز کو میں راز خدا کا سمجھا  
میں نے کبھی کو بھی تباخ نے کافتشہ سمجھا  
ذوق وحدت سے ہر اک چیز کو اعلیٰ سمجھا  
میں نے ہر قطرے کو دریا سے زیادہ سمجھا  
میں سے پستی میرے دلکی ترقی و یکھو  
کیوں نہ واجب ہر مجھے سجدہ تمہارا اے بُت  
شور و شرد بیجا زمانے میں زمانے کا اگر  
طور کے نور کی اور وادی ایمن کی قسم  
آپ سے آپ کیا اس کے لب خبر پر

عشق بازی میں میرا مرتبہ ایسا ہی فرید  
قیس بھی مجھکو گرواپ کو چلایا سمجھا

پہارائی بادے مجھکو یارب آتنا میرا  
کبھی عشق و چگ کے جو کہ ہیں اپس میں پیمانے  
ارے زاہد تورت نازاں ہوا پر زہد لاشے پر  
میرے دل ہو چکی، جب سے اُسے ہمتا بکی نہیں

فرید اسی عمر دہ خو توارے کے کشته ہوا لوکیا  
کہ خود یہ دیکھا تر جیسی نظر ہے خوں بہا میرا

بیان کس طرح ہو گا مجھ سے شان فخر عالم کا  
کہ بعد ازاں ابیاد وہ فخر ہے اولاد و آدم کا  
شناور کرتا ہے اس پر روح ابرا، میم ادھم کا  
جمادی الاؤل اب مجھ پر بنا ماہِ محروم کا  
سمنا سکتا ہمیں دفتر میں شری ایسے ماتم کا

بیان کس طرح ہو گا مجھ سے شان فخر عالم کا  
تفرقہ میں اوسی کے جمع قلبی دیکھ کے ہرم  
بیری آنکھوں سے وہ نور نبی جب چھپ کیا اسیں  
میں فرقہ میں دیکھ کے بو کمال خلق دیکھا ہے

اگر چاہیں فرید اپنے لئے شاہی دد عالم کا  
ہمیشہ دد د کر پیر معاف کے اسے اعظم کا

آٹھ کدھ میں جان کو جلا کے چلا گیا  
دل میں جگر میں جان میں سما کے چلا گیا  
آنکھوں چھپا کے خون بہا کے چلا گیا  
نسے میں جو کہ کم تھے دھانے چلا گیا  
پھر اورے جو کہ دل کو پھنسا کے چلا گیا

بیت الحزن میں مجھکو بھاکے چلا گیا  
لطف و غضب کا خاتمه دیکھو اے دستو  
جس کی نظر ہے میر لئے خوں بہا میرا  
کس کو کہوں میں جال کہ انواع ظلم کے  
سب ہر کچھے قبول دیکن فرید وہ

پر دلیسی جب اس فور رخ کو نکالا  
ہیہات وہ کرتا ہیں مشتاق پتھر  
لاتے کو میرے دیکھ کے ہنے گاہنس کر  
آوازِ دشت کے بیان کا ہول اتنا

نایاب فرید ایسا پے موجود زمیں پر  
کہو عالم سفلی کا نہ محتاج ہو بالا

باردیکر درد کا دل میں شجر پیدا ہوا  
بے چما با نہ وہ میرے چشم تر پیدا ہوا  
حمد للہ تخلی مخت کا ثیر پیدا ہوا  
جاتا ہوں روزِ محشر کا سحر پیدا ہوا

پھر میری آنکھوں اب خون جگر پیدا ہوا  
جن کو عالم غیب سلطنت جانتا ہے علم  
بعد مدت کے ہوا دیدار جاناں کا لصیب  
جب شب فرقت میں نورِ صبح ہوتا ہے عیاں

بوستان دل میں جسے اب عشق آیا ہے فریدا  
لپیں اندوہ ذنم کا برگ و بر پیدا ہوا

جان کرادی کے یع سندھ بنا دیا  
بندے کو جس نے رشک سکنور بنادیا  
ہشکوں سے چشم عالم گو ہر بنا دیا  
ادارہ اس کے رفتار کی سوگر بنا دیا  
اپنے شال مجکو بھی مضطرب بنادیا  
سنک اور غزرے کو خنچر بنادیا

دل کو تپ فراق نے اخ کر بنا دیا  
ہم ملتی ہیں اس شہہ عالی جناب کے  
فرقت میں یار کے ڈردندال کی یاد میں  
چھڑتا ہوں شل سرگب روائ کوہ دشت میں  
اس زلفِ منظر کے تو تاثیر دیکھیو!  
بیرے لئے مدد آئے آنکھوں کو اے فریدا

اس حال پہ بھی رنگ سیحا ہیں آتا  
 کچھ ترس تھے اور بت ترس ہیں آتا  
 کیوں نا تھہ تر انقتش کھٹ پا ہیں آتا  
 روپا میں بھی کبے کا ارادہ ہیں آتا  
 جُز خضر سیحا کوئی اسی جا ہیں آتا  
 کچھ عشق کا ڈھب او دل شید ہیں آتا  
 کیوں سر میں مرے سودا تیری سودا ہیں آتا  
 ناسخ کو بھی یہ درد کافی تھا ہیں آتا

دل ضعف سے میرا نہیں جاتا ہیں آتا  
 سرخاک رقیوں کا جگر چاک ہے نم سے  
 تاکہ سمجھ کر اے سے موجود پناوں  
 کیست کے لتصور نے مزہ خوب دلکھایا  
 ہے بُجھ شہیداں ترا بُجھ سعادت  
 رکھتے ہی قدم وادی غم میں ہواں شاکی  
 سنکر میرے اشعار کہ پس مادھ و حشت  
 اس ملک میں ہے کون کہ نظم اپنی بمحظے

دریاۓ مجت کاشنا و بہول فریداً نج  
 افسوس کہ نا تھا اپنے شبیار ہیں آتا

نہ دشمنوں نے کیا دہی جو اشنا کیا  
 کیا ہی اگرچہ اس نے جفاہ پر جفا کی  
 اے مومن جُدا ہوا ہوں خدا کیا  
 ایں دنا بھی مجپسہ ستم کو رد کیا  
 صیاد نے نفس سے بمحظے جب رہا کیا  
 سو طرح کی بلاے بمحظے بہلا کیا  
 آخر بمحظے رقیوں کا جا خاپ کیا

کیا کیا کہوں کہ یار نے مجھ سے بُرا کیا  
 میں ہوں غلام اس کا ازال سے اب تک  
 سا جد خاب حضرت بُت کا ہوں بصح و شام  
 سرگشته مجھ سے کب ہو زیادہ جہان میں  
 گلزار لازار میں لگتا ہیں ہے دل  
 کیا کچھ کہوں میں گردش گروں کا حال  
 اپنے نصیب کی کیا شکایت کہوں فرید

گر سر میں سر زلف بُت چین نہ ہوتا  
 گر عشق نہ ہوتا غم عشق نہ ہوتا  
 شاید کہ ہرف ہوتا کس ابروئے لگان کا  
 سبھو تو بھتار رُخ خوبیں کوئی نکر  
 کیوں نزع میں بھی پیاس گاوہ ہو اُسی کا  
 تہائی سے مر جاتا اسی دشت بلا میں

ہو جاتا پرانگنڈہ میرا دل بھی فریداچ  
 ملحوظ جماد لدار کامیکین نہ ہوتا

شیردی سے فوق مرتبہ ہے یہ ریشان کا  
 مالک ہے میرے دین دل و جان مان کا  
 ساجد ہوں پنجوت میں پرمنال کا  
 پنچھر جو ہے مار کے نوک سنان کا  
 حق ایقین میں شائیہ کب ہو گمان کا  
 اور درستہ ہے کون دمکان کے اسکان کا

میں ہوں سگ استانہ فخر جہاں کا  
 روزانہ سے اسکے نازول کا ہوں خرید  
 نہ دیر کل مدب ہے نہ کعبہ سے اتفاقات  
 باغِ جناں کا چھوٹ زخم اسکے واسطے  
 بھروسال واصل ہمیور ہے وہی  
 سلطان عارفیں ہے برہان کا ملین

دو نوں جہاں میں میرے لئے وہ ہواے فرید  
 خواہ رتبہ سکان و خواہ لامکان کا

کوچے کی گرد کے ہر ذرہ میں کعبہ دیکھا  
 اک عجوب ذرا الی کہت شادیکھا

نقش پا میں تیرے میں نقشِ اقصیٰ دیکھا  
 کیا کیا کیوں یار کا کیا کیا میں سراپا دیکھا

دلہ دل میں تیرے شور کا عنوان دیکھا  
آر بخ دل ایک بیب پامن کا مکھڑا دیکھا  
سیاہی پا مال ہوا جان و جگر اور دل جان  
دیکھ کے خلد بر میں ہٹنے لگا وائیں ملکیں  
میں نے بتایا ہے دل اپنی کان قشہ سمجھا  
بیرے دل درد و غم عشق کا اور شور جوں  
ستم و جور و جفایکونکہ نہ ہوا سپر قام  
سن کے یعنی ابر و کے اوساف کو سرچاہی کی  
یملے و یوسف و شیرن سبھی مودون ہیں ولی  
ید بیضا کو بھی تھا دل میں خیال اپنے اجھا  
ہماں تھا نہیں ہے تذکرہ اے نیت حور  
نہ بھے دیکھا ہے میں نہ تیرے نقشے کو کبھی  
اتنی کی پیر کی درگہ پ نہیں ہوتی ہر خلق  
اور مخلوق ہے کیا بلکہ سیماں ہے مطیع  
جس کی دونتھی سے بنا خانہ دل رشک ارم  
کیوں نہ ہو خلق خُدا کو دل و جان سے ہیز  
ابوالثیر سی بنے پھٹکی سندھر ہو جا  
تجھے ہے زنگ کا اتمام مجھے داغ کا ختم

سرہ سرہ میں ہتسار اسیر سودا دیکھا  
جس کے آگے مہ و خور شید کو ذرتہ دیکھا  
مشت کو ایک توی عصب خدا کا دیکھا  
اس کے گھر کا یہ اک اونٹے سامنونا دیکھا  
آسمان پر بیٹے کبھی گرد دیکھو لا دیکھا  
قیس و درہ دے سے صدقہ ند زیادہ دیکھا  
جس کے قامت کو قیامت ہے بھی بالا دیکھا  
اپنے عیا فی کو اے عضرت یعنی دیکھا  
محود منسہ ہوئے جب دہ رُخ زیبا دیکھا  
تیری بیعت کے جب تیرا کف پا دیکھا  
جھتوں میں بھی تیرے مشت کا چرچا دیکھا  
ایک یوسف کو تیرے نقشے کا خاکہ دیکھا  
اپنے بے پیر کے کے درپہ جو میں میلا دیکھا  
میں نے ثاید کہ کبھی یار کا چھلا دیکھا  
ایک نم سلہ دندھا لے دیکھا  
جس کے آگے مہ و کنوار کو ز لینا دیکھا  
مجھ سے پرسوز اگر جانب دیا دیکھا  
باغ میں تھسا نگل محسانہ لار دیکھا

فیض نام اس کے میں نے شیہہ فرید  
عشر دا فلک دریو زیکا ساویکھا

لطف و احسان دکرم جور و وفا کیونکر ہوا  
آپی پی تو جا کر بستلا کیونکر ہوا  
رشد اشد مجھکو ایں اشتہما کیونکر ہوا  
اب رقیوں سے وہ جا کر اشنا کیونکر ہوا

وہ بُت میں وفا پھر بے وفا کیوں نکر ہوا  
اُس پر جس سے مکمل یہ ہو گیا ویران بُدل  
درد و غم کھانے سے اکدم میں ہٹایا ہوتا ہول سیر  
وہ ہم اور ہم اس سے پل ہوتے تھے جُدا

جس کو ہر دم و صرف آزادی میں کہتے تھے فرید  
آپ اپیز پیچش زلف دتا کیونکر ہوا

بھر کے ایام میں یہیں جسگے جاتا رہا  
لگبین آرام دل کا برگ و بر جاتا رہا  
زع کی طالت میں مجھکو چھوڑ کر چاتا رہا  
جیکہ یہیں گھر سے وہ رشک قمر جاتا رہا  
شاہزاد دوسرے یہیں آہول کا اثر جاتا رہا

ما صعا معدود ہول مجھ پر نہ پکھو دل کو تنگ  
وہ سیحاوش مجھے جزاد سے کچھ کم نہیں  
تہب کا مجھکو دن ہ شب پر بھو رشب ہر دن حشر  
اس کا دل آخر تماں میری غرف مائل نہیں

عشق کے مکتب میں یہ علم و ہنر جاتا رہا  
یہ خزان آئی گل و برگ و ثمر جاتا رہا

ما صعا معدود ہول مجھ پر نہ پکھو دل کو تنگ  
ے ہنس ساقی ہنسیں ٹھہر ہنسیں ہر کے فرید

ایسا بھی ظالم و خونوار نہ دیکھا نہ سُنا  
شوخ و بد مستستہ کار نہ دیکھا نہ سُنا  
دام میں کوئی گرفتار نہ دیکھا نہ سُنا

یار جیسا گئی دلدار نہ دیکھا ہے سُنا  
دیسا بیدار سڑا پا دل و دلیں کا دشن  
تریزی ذشیوں میں جھٹک جھٹکا ہے پہ دل

تم سے بیسا کوئی بیمار نہ دیکھا نہ سُنا  
قند ا در شکر میں اے یار نہ دیکھا نہ سُنا

اے دے دل میں نے کیا تفحص بگ میں  
نام تیرا جو مزادیا ہے رگ رگ میں

جس نے یہ غسل سُنی ہے لگاؤہ تو فریل  
بیت اس کا کوئی بیکار نہ دیکھا نہ سُنا

زنجیر میرا دیکھ کے آزاد بہت رو یا  
ادر دیکھ کے حال اس کافر ما دبہت رو یا  
سر و خل طوبی ششاد بہت رو یا  
سنگ و جل و آہن و فولا دبہت رو یا  
ظلہ و ستم و جور اور بیل دبہت رو یا

دیہاں کو سنگر میرے آباد بہت رو یا  
رتکب لب دیدار بے شیریں ہوئی تلمخی  
قامت کے تیرے و صف ہوئی فاش تجب  
تری سے میرا د تری سنگدلی سے  
احوال میرا دیکھ کے جو اس نے کیا مجھ پر

جب میں نے فریل آکے قدم دیکھیں پایا ہے  
درس و کتب و مکتب استاد بہت رو یا

بل گل کی طرح آگ ہی ساری دن کے پیچ  
گر بیقرار ہو کے پکاروں کفن کے پیچ  
تریا د تیرے عشق کی ہم مرد دن کے پیچ  
لاہ بھی ایک پا یہ کھڑا ہے چمن کے پیچ  
یکن، نہیں ہے لطفہ اے سیم عن کے پیچ  
ہے پیچ ذات شاخ غزال غزال کے پیچ  
پنچاہی مری غاک کو اس کے دملن کے پیچ

ما نند شمع رکھتا ہوں شعلہ دہن کے پیچ  
سمجھیں گے ہمین قبر کے ہے دوز حشر اح  
غبو غایتہ رے جمال لبیرو جوان میں سے  
ہے تیرے انتظار میں نرگس کشاہ پشت  
مسکن پین جو کمال کے او صاف اس میں پیں  
دل دیف داع غُشک کی خوشبو کے دشک تری  
اے باد اس کے گھر میں گر جئے رہا نہیں

سودا ہے جی دیکھی غزل اے فرید  
سور مز ہے نہال تیر ساک اک سخن کے نیچ

اسیکا فاتحہ نیک اور خاتمہ ہے سید  
یا بتدائے رسلے میرے کی ہے تمجید  
ہنس ہے رحمت حق اک آن آن ہے بعید  
کراس کے ناز کو ہر لحظہ ہے کمال جدید

ہوا ہے جو کہ بدل حضرت بتوں کا مرید  
بتول کو دیکھ کے بھولا ہے لکھہ اسلام  
جوستان جناب بتول کے پس سا جد  
میری فیاض ہے ہر آن اس لئے دوچند

نہ آنچ گا ہے کہ ناصح کے پنڈ سے بدلتے  
کہ ہے اذل سے دلالام کا غلام فرید

قربان جان ددل ہوئے اس کی چاہ پر  
خاک اوسکے پاؤں کی ہر جس کے کلاہ پر  
روزہ نماز حج فردا اس کی راہ پر  
دنیا و دینداروں میں اسین اک نگاہ پر

سر ہے شار حضرت علی کی راہ پر  
پاؤ اس کے بادشاہ جہاں چوتے میں سب  
جس کو ہے ایک ذرہ در دا اس کا دل کے نیچ  
ہر سر خدا مجھے جی کرے اک نگہ کبھو

یہ قصہ مختصر ہے فرید اس کے وصف میں  
بعد از خدا ہے تانج مشی میرے شاہ پر

میثاق سے عشق کیا دل میں حق آ میر  
اور شک ہلا کو کاہے حسرتے چنگیز  
ہے یعنی نگہ تین قضاۓ بھی بہت تین

جاناں سے نہیں ہے تاکہمی دل کو ہے پرہیز  
اگر ہے جفا کا رہے خونخواہ ہے بدیس  
تری ثڑ ہے تیر قدرا سے بھی زیادہ

جب ممحکو دیا پیدا کے لب بادہ بُریز  
جب سلسلہ زلف نے دل کو کئے آوز

از ادھور جیوال سے نہ کو شر کی ہے حاجت  
نہ شیخ کی حاجت نہ بہمن کی غرض ہے

لختا حصہ نہیں کو فی رُخ ولدار کو ہر گز  
پس پردہ فرید آپ میانہ سے تو برخیز

پلے وچہ کیا خون مجھے۔ چلا د کوتا باش  
لختیں گے اُسے مانی وہزاد کوتا باش  
شا باش بمحجھے اور تیرے پیدا د کوتا باش  
دیرانی میری حست آباد کوتا باش  
شا باش بمحجھے اور میرے استاد کوتا باش  
ش باش بمحجھے ہمیو کیا فرماد کوتا باش  
صد پار بھارے دل استاد کوتا باش

اسی سے او بُت حق کی مجھے ہر ہر زمان حاصل  
ہنیں مانیگاہ جو لذت و حدت سے ہر غائل  
اسی باتوں سے ہے زاہد بیت ناران دل عاقل  
وہی انکھوں میں سب وریا غرق، اب کیا جا حل  
ضم کی استار کا جو ہوا ہے ساجد بادل  
کہ اس کا نور ہر ہر ایک کس کے ذمہ دالت مول تاریخ

پلے دام پھنسایا ہے صیاد کو شباش  
تفاٹ بنے اسلئے شاید کہ کبھی شہہ  
دل کاٹ کے میرانہ دی رخصت تکفین  
واقف چوہوا اس کا بنا تارک آباد  
تا دیدہ صنم کے لئے ہم جان کے بر باد  
ہمودا ہے اسی کوہ کوئی نے تو خودی نے  
بھولا ہے فرید آپ کو بھولانہ کبھی یار

سوائے حضرت النانہس کو فی منظہر کا عمل  
یہ منظہر عین ظاہر ہے کہا پیر سعفان ہمکو  
مجھے ہے بُت پرستی حق پرستی لیکر یار و  
نظیر علّاق کے خلکی ہر سب دنیا نہیں ظاہر  
ملک جن و بشر سب خاکوی اس کی کرتے ہیں  
فرید اس دا سلئے ہر نیک و بد کا فاک بوسال ہما

روز ناکامی ہے اس روز میں ہے کام حرام  
کس طرح اس پر ہو کبھے کا احرام حرام  
اس کا آغاز ہر بد اور سر انجام حرام  
ہو چکا اس پر تو پیثاق سے اسلام حرام

آج وہ شب ہے کہ اس شب میں ہر آرام حرام  
جس کے دین اور دل و جاں کو تبوں نے لوٹ لیا  
جو ہر گاپا دہ پرست اور ہر کے خوشنیش پرست  
زلیف خوبال کی ہے باندھے ہر دل میں زندگی

جس کو کچھ میل ہو جاپ کی یا حور دل کی  
اے فرید اس کو ہو اعشٰٓ دلارام حرام

گویا عین نسمہ بلا ہیں ہم  
اے تو بُرہ خدا ہیں ہم  
جب سے اس بُت کے اتنا ہیں ہم  
یک رندوں کی خاک پا ہیں ہم  
یار کے در کے جہہ پا ہیں ہم  
گویاے خاک کر بلا ہیں ہم  
بے نصیبوں کے پیشووا ہیں ہم  
گرچہ نا چیزوں سزا ہیں ہم

ایسے درد دل میں مبتلا ہیں ہم  
جور اتنا کر دنہ میرے اُو پر  
بن گئے ہیں چہاں سے بیگنا نہ.  
تیل زاہد کی طرف کچھ بھی نہیں  
ویرود کے سے دل نہیں لگتا  
ظاہر اسپنہ باطنہ پر خون  
خواب میں بھی نہیں ہے وصل نصیب  
جیسے ہی اس کے ہیں وہی جانے

سر بسرا شہ خدا ہوں فرید  
عش مخلوق سے خُدا ہیں ہم

دیوان فرمی بزمیں ملتانی — قیمت عہد

جہاں نورِ الٰہی کا جس پر ہوا تام  
ہزار سالہ عبادت توں نے دُوٹ لی  
خافیہ ہے کہ ہوں پنج وقت سا جدعت  
دل اور دین کو بتی اب تو کر دیا پا مال

لیقین ہے جن کے ہے رہیں خرام خوبیں کے  
فرید ان کے نئے ناہ فقر یہے اک کام

نہ غرض بھے کی ہر محکونہ احرام سے کام  
نہ تو کچھ دانے کی حقی طلب نہ تھا دام سے کام  
سیل نہ نفر کی رکھتا ہوں نہ اسلام سے کام  
لکھنہ آغاز سے راحت ہی نہ انجام سے کام  
جب پڑا ہے مجھے اس سروگل انعام سے کام  
اور نہ ننگ سے مطلب ہر ہیں نام سے کام

نہ غرض بھے کی ہر محکونہ احرام سے کام  
ہم تو سہاد کار رُخ دیکھ قفس میں دہل کئے  
ساجد یا رہوں میں دیر درم سے آزاد  
جو کے اس پر رضامند ہوں دل دجان سے ہم  
تمری بدل شتاق میرے بن گئے پس  
خری یہ کہ میں فخر د جہاں کا ہوں علام

ذرا س کا ہے یہاں صورت فرید میں  
اسلئے رکھتا ہوں ان سے سحر شام سے کام

آدم میری جان کو شام و سحر ہیں  
جس دن سے میرے پائیں وہ آدم برہیں  
وہ دین ہے کہ حبس کی سحر تا حرث ہیں  
ہے اس کے پاس زر جو جسے پاس زر ہیں

آدم میری جان کو شام و سحر ہیں  
کیا کیا شب فراق کی کھو دئی اذیتیں  
آناد دل سے اپنے یہ نکتہ عجب سُنا

سودا نہیں ہے جس میں تیرا ہے وہ سر کہاں  
ہم مونزوں کو جتنا ہوں سے ہر خوف رنج

مت عرض کر اسی کو فرید اپنی بے کسی  
شکوہ بیٹھ ہے ان کا توجہ ادھر نہیں

بُت بے پیر کو ہم پیر لئے پھرتے ہیں  
دل لگانے کی یہ تندیر لئے پھرتے ہیں  
دل میں ہم یار کی تسویر لئے پھرتے ہیں  
شعر کیا بلکہ یہ اکیر لئے پھرتے ہیں  
یہ عجب نسخہ نجیر لئے پھرتے ہیں  
کیسے دھب کا ہی نجیر لئے پھرتے ہیں  
دل دچان دیکھے تیرے لئے پھرتے ہیں

اپنے ایمان کی تاثیر لئے پھرتے ہیں  
عمر تک ہو چکی پامال ریپوں کے ہیں ہم  
روح یوسف کا میری طوف میں ہر جدی  
جو سنے درد سے مانند دلا از رد ہو جائے  
دل لگی ہیے اُسے کنچ یا ہے پل میں  
اپنے میاد کے دل پا ہتی ہے تیر دل کو  
اے دے سفاکِ دفا پر میرے نفرین نہ کر

یہیں ہوں ایک اور خوبابن جہان کے ہیں فرید  
سب میرے والے نجیر لئے پھرتے ہیں

اہی خاک لا لہ زار جا گیر و مکتاں ہوں  
کسرے سے پاؤں تکل غار نعم یاد اعجم ہوں  
تو ہیں مید الکفار ظاہر میں مسلمان ہوں  
اگر مکتب میں ہل عشق کے ک طفل ناداں ہوں  
اہسیف اشک کو بتاں ہیں میگیٹ باں ہوں

اہی خاک لا لہ زار جا گیر و مکتاں ہوں  
تصویر میں بتوں کے دیر ہے اب کبھی دل کا  
اگر چہ نقصہ دخو مرف و منطق میں ہوں علامہ  
اہیں ہوں زینت صحراء میں ہوں زینب مول کا

اگر خپس سے بھی کم مرتبہ ہوں کوئے جاناں میں  
خیالِ زلف و دنداں و لب خوبانِ عالم میں  
نقیب اپنا تعالیٰ ہے چتر سر پر دو آہوں کا

لہیں لکھا سینہ نامی یہ میرے جُز سپیلہ ری  
فریل اربد ہوں پرمیدوار لطف غفار ہوں

دوگ پس کفر سے آزاد میں بیان سے ہوں  
رشکِ دوزخ کا تپ سینہ سر زلان سے ہوں  
عجبِ آشفہ تیں وحشت کے بیان سے ہوں  
سر و پا گریا اُسے تو گلِ خداں سے ہوں  
حمدہ تن بارگ میں فیضِ دل نالاں سے ہوں  
کشورِ سندھ سے یانگِ خراسان سے ہوں

پندہ زلف بتریں کا میں دلِ دجان سے ہوں  
وانغ فردوس کا میں داعوں کے لبستان سے ہوں  
قیس فرمادیست کے لئے آتے ہیں  
ابڑ باراں پہاری کی طرح اے یادو  
کہیں ناسور کہیں زخم کہیں آبلے ہیں  
زاں کو چڑھا جاناں ہوں نہیں جاتا ہرل

جن سب علّق کو پے درد سے لفترت وَ اللہ  
لهم فرمایا اتنی پڑے درد و دمان سے ہوں

نچے میں گل میں سرہ میں سنبھل میں ہیاں  
جتنا ہے گل میں اتنا بھی بیل میں ہے عیاں  
تعصیل اس کی دوستیں میں ہی عیاں  
و دین کے درخوازہ نفر کا کل میں ہی عیاں

بلے پر دہ فور وہست کا جزو کل میں ہے عیاں  
عائی نہیں ہے فور قدم سے عدم کوئی  
کوتا د فکر زلف کا کیا کیا کرے بیان  
و اند میری آنکھ

۴۶  
تیک کیلہ رح عاشق بیدل فریدا پر

جلوہ تیری جمال کا ہر گل میں ہے عیال

آفت کمیں غضب کمیں بر ق بلا کمیں  
حاکم کمیں اسیر کمیں با دشاد کمیں  
مرسل کمیں بنی کمیں اور اولیا ر کمیں  
غقا کمیں ہم کمیں ہا و صبا کمیں  
جادو کمیں سحر کمیں سجن نہ کمیں  
سرخی کمیں ہے پان کمیں ہے حنا کمیں  
شفقت کمیں کرم کمیں مہربونا کمیں  
صحت کمیں چات کمیں خون ہے کمیں

تیرے سے طزدیکھنے نہ اٹھی ادا کمیں  
اس کے گھم کے گدا یا نہ وضع میں  
سجدہ میں خاک کو پڑھاناں مگو دوز شب  
آوارہ جستجو میں سُراغ نگار میں  
اشد روے فرط حسن کا اس کی نگاہ ناز  
خون ہشتیاق بوسہ دست دہان میں  
تیراستم ہے کافہ عاشق کے لئے  
مان داد گان کے حق میں شمشیرو یا ز

پس سہت اک نگاہ سے اس کے فرید وش  
زاہد کمیں نقیم ہیں پار سا کمیں

تیری نگاہ کو خنجر نہ کھوں تو کیا کھوں  
تجھ کو خدا کا منظہر نہ کھوں تو کیا کھوں  
جلوہ کو تیرے کو خشنہ نہ کھوں تو کیا کھوں  
دریں کے دل کو پھر نہ کھوں تو کیا کھوں  
ان کو چہار کا سرور نہ کھوں تو کیا کھوں

جاناں تجھے ست مرگ نہ کھوں تو کیا کھوں  
جنور لم بیل ہے سبھی تجھے میں ہر یاں  
سب اس سے بیقرار ہیں میدا ان درویں  
کری کروں تو خندہ ز فی مجھیہ کرتا ہے  
بد خاک ہو چکے تیرے پاؤں میں ای صنم

دل کو پتک بے پر نہ کھوں تو کیا کھوں  
میں آپ کو سُندھ نہ کھوں تو کیا کھوں

پابند کر کے غم فرقت میں بھل گئے  
ہے دل میں یار درد جگریں تپ فراق

مشکل شار فرید نہیں غیر اس کا کوئی  
ہر مشکلوں میں چدر نہ کھوں تو کیا کھوں

سارے عالم کو پُر فناں کروں  
شور کا دوسرا جہان کروں  
جاسکے اس کا بھی استھان کروں  
اپنے آنکھوں کو خونِ فشاں کروں

دو کے گر درد کا بیان کروں  
حال پہماں گر کروں ظاہر  
میں ہرل اس کا وہ کس کا ہے سوول  
تیری آنکھوں کا جب خیال آوے

نقداً حقرے می ائے فرید نشاد  
اس پر گر جان و غانسان کروں

پُر نم ہوں یا کہ سوزاں جو کچھ ہوں سو میں ہوں  
محبوسِ دامِ حرماں جو کچھ کہ ہوں سو میں ہوں  
گرستہ دُپیٹاں جو کچھ کہ ہوں سو میں ہوں  
زار و نزارِ حیراں جو کچھ کہ ہوں سو میں ہوں  
خاڑِ خلیدہ درجاں جو کچھ کہ ہوں سو میں ہوں  
لظاہرِ رودے خوبیاں جو کچھ کہ ہوں سو میں ہوں  
سرد فیرِ مجاہ جو کچھ کہ ہوں سو میں ہوں

زندہ ہوں خواہ پھان جو کچھ کہ ہوں سو میں ہوں  
بحرم کوئی جاماں مقتول تیرا، بھراں  
پُر جوشِ نار فرقتِ بحروم ذکرِ حضرت  
سرشارِ درند بے دیں اندوہناں کے غمیگیں  
سلطانِ ملک غربتِ شاہِ دیار گُر بُت  
روپشِ دوچھاں سے آزادِ فامناں سے  
سایدِ بول کل روکا مشتاقِ ان کی خُر کا

آنت ریدہ فرید گم گشتہ پائے در گل  
سیار و شت و حشت سیار بوم یست

کہتا ہے مجر عالم فرید ہر دم  
جگ میں بیان و پیان جو کچھ کہ ہوں سوئں ہوں

موسم خزان کے آئے کے فصل بیاں میں  
کیا عیش ہوں گے باوں کہ جب لالہ زار میں  
سیہات جب وہ آئیں گے طرح سنگار میں  
جنت ہو باوے جادے بھی دوزخ کی نار میں  
سو سو بلاہے زلف کے ہر تار تار میں  
تا شیر کیا عیاں ہے تیرے بیقرار میں  
راحت نہیاں ہے جتنی بیرے اضطرار میں  
آن شکده ہے جس کے دل زار زار میں  
دل چاہتا ہے یک نہیں ان قیار میں  
تیرے قدم پڑوارتا ہوں وار ووار میں

شاغل ہوں سنگار رقبوں کے پیار میں  
سونوک نازدیک تھا ہوں فار فار میں  
سادگی روشن ہے جس نے یاؤٹ دین دل  
جس کے گلوں میں اش اس گل عذار کی  
کس طرح وہ پکے بھوپڑے اس کے پیع میں  
جا گا قرار اہل قرار اس کی آہ سے  
عیاشی وقت چوئے مرے پا تو ہے بجا  
ما تم میں اس کے کیوں نکر نہ ہو اش شکار  
جو ہے مجھے رقب کو ہو جو آہ سے مجھے  
جان و جگہ سر و تن ایمان و دین دل

دیوانہ دل کو اپنے کیا کیا کھوں فرید  
ہے اس کا کام جو کہ نہیں اس کے کار میں

جنہیں جیسے اگر کوئی دیگر بوئے تو میں جانزوں  
میری اے آہ تجھر در رکھتا ہے سبھی عالم  
بھی خوں ہو کے بہت ہے کبھی انگر نہ جلتا ہے  
ہمیں ہرگز رجا اس گریبے پایاں پ کچھ مم کو

دھاں ہو یا چڑھو ہو چنور ہو یا بگو نا ہو  
فریل آسا کوئی زیر وزیر ہو کے تو میں جانزوں

سابک را ہڈا ہوں غیر سے مطلب نہیں  
سب اس کو وحیضا ہوں غیر سے مطلب نہیں  
طالب فقر و فنا ہوں غیر سے مطلب نہیں  
اپنا خود عاپہ ہوا ہوں غیر سے مطلب نہیں  
آپ اپنا مبتلا ہوں غیر سے مطلب نہیں  
زہد پر بر ق بلا ہوں غیر سے مطلب نہیں  
فخر عالم کا گدا ہوں غیر سے مطلب نہیں

عاشق روئے قدما ہوں غیر سے مطلب نہیں  
ایک دل ایک خواں ہوں ایک جو ہوں ایک تو  
زہد سے تقویٰ سے دین سے دُور رہتا ہوں  
ملوف کرتا ہوں میں اپنے کبھی دل کو مدم  
ماہ رویاں کے نہیں اک ذرا دل میں لہر کچھ  
زندگی دستی پہ البر حست و اکرام ہوں  
گرچہ شاد کش را کریں ہر لیکن نشرید

پرمادس و ادم و حاوی میں ہے عیاں  
حور و قصور و جنت و مادی میں ہر عیاں  
موسی میں مشرکوں میں بھاری میں ہر عیاں  
موئی میں مار میں یہ بیضا میں ہے عیاں  
سینل میں اور زگرس شہلا میں ہر عیاں

نحر چہاں کا نور پر شیار میں ہے عیاں  
دُرخ میں پل صراط میں شعلے میں نار میں  
کبھے میں مسجد دل میں گنستوں میں دیر میں  
کوہ طور اور دادی امین کے نور میں  
غنجے میں گل میں سرد میں لالہ میں داغ میں

ڈھوندک میں سر میں تال میں گلاؤں میں راگٹ

ست بات کر فریل کہ یہ شرک ہے خپنی

حاصل کلام کہہ کہ بھی جائیں ہے عیال

کب کو سحر ایں تیرے مت ساتا پاک نہیں  
وشت چشتے ہے سوا اس کے کوئی املاک نہیں  
شاد کب ہو دے جو وہ عشق کا غنا ک نہیں  
اس میں ناپاک ہو یا پاک ہونا پاک نہیں

کس کا درد دل سے تیر میں جیب جگر پاک نہیں  
یار پوچھے چیزے تجھے با دصبا کہہ دینا  
عشق کا درد ہے داشد سبھی لذات کا لب  
عشق میں گرچہ خطاب ہو دے عطا ہوتے ہیں

کس طرح پائے گا دہ منزلِ مقاصود فریل  
جو تاک و پو کا دستے میں چاک نہیں

چچہ بس نہیں ہے یہے ایسے دل کو گیا کروں  
صد بار جان دمل ہے اگر ہم وقت کروں  
میں اپنے دل کو طاہر قبضہ عُس کروں  
جب بت میں ہم نظارہ جمال خدا کروں  
اگر جان کو دل کو سر کو بدن کو فدا کروں  
اپنے خوش بہا کے رقم بر ہو اگر دل

دہ کون ہے کہ پایہ تیر کی جان فدا نہیں  
دہ کون سا ہتے شہ کہ تیرا خاک پا نہیں

کس طبع ترک اس بُت تھاہ نق کروں  
دو چند اس سے ہوتا ہے جو اس کا بیشتر  
شید کہ اس کے کوچہ سے بھول جرم کی پاس  
یہ پوچھا جاتا ہے حق ہے زاہد  
لان ترگاں کو چھہ اس کا نہیں شار  
سرگماٹ کے فریل کا دیتا ہیں وصال

دہ کون ہے کہ قتل تیرے عشق کا نہیں  
دہ کون خوب رو ہے کہ تیرا نہیں عسلام

خوبان ماہ رُخ قدِ طوبی میں ہے عیال

ذاہد خوازند ہو ہوشیار خواہ مست  
بُت نانے میں گشت میں کعبے میں دیر میں  
والشہد سیری آنکھ خدا بین کی نظر میں  
کوئی نہیں ہے بُت کہ وہ یعنی خدا نہیں

میں اس کا ہوں قبول کرے یا نہ اے فریل  
اس کی نہیں میں اور میرا کوئی اس سے سوانہ نہیں

ہر لخطہ تیری حسن کر سان پر قربان  
ایے جان میری جان ہے تیری جان پر قربان  
عذر ہے تیرے عار میں تابان پر قربان  
جس کفر میں زلفوں کے تیری دین یا بر باد  
اے ول نہ کراندیث کہ خوبان چھاں بھی  
جودا غیر تیرے مشق کے پس آگ کر دلوں میں  
دیوانہ تیرا شاہ کہا، اس کنڈ رحسم کی  
کس نامخ خواب کے ہیں سردا سے یا شدار

جس کا نہم الفت سے ہر حب جگر چاک  
زیبا ہے فریل اس تن عریان پر قربان

بو خوشی سے خندہ ہے سنگ مزار کو  
تا شیر بذب کتنی ہے اپنے عنبار کو  
سد افرین ہے ول کے برے غار کو

بُجولے نہ قبر میں بھی میں الطاف یار کو  
لکھج آیا ہے فراہم اس شہسوار کو  
گلزار کو فنا ہے اے کچھ خزان نہیں

مردہ ہو مے فروش کو اور بادہ خوار کو  
لرزہ پڑے گا خوف سے روز شمار کر  
کیا انتظار وار کے ہے جسمِ ذار کو

وصلِ نگار و نوبتِ فصلِ بہار ہے  
درد دل کا گر شمار کر دل روشن شر میں  
ہر تار گر ہے رازِ حقیقت کا ہے مردو

جل جاتا آگ رشک سے ناصح بھی اے فرید  
ستا کسی سے تیرے جو شور آب دار کو

اتنا ہے فرق بال سے میرے ہزار کو  
وانا زوال بانتے پس ہر کسال کو  
کیا خم پڑا ہے دیکھو نلک کو ہلال کو  
اگر خور نہیں ہے ماہ ہے ۷۸ فی یاں کو

جتنا ہے فصل کو دھالہ سے بال کو  
ہے ردہ غم قریب ارے دل زوال کو  
اس ابروئے کمان کی نگاہ کا لگا ہے تیر  
اے دل تصور ان کا ہے اون کی جا بجا

جس جائیں ہجھ رقیب بھی ہم مغل اے فرید  
ید جانتے پس بھر سے ایسی دسال کو

شہر کوشش کو خورشید کو برقِ دخشاں کو  
حریم کجھ کو عرش بریں کو بانٹ رضوان کو  
متاعِ زحد کو تقوی کو دین کو دل کو ایاں کو  
الف کو خل کو ششاد کو سر و گفتاں کو  
ئے کو سل کو یا قوت کو کو ڈر کو جوان کو  
ید بیضا کو شش طور کو خورشید ۳۳ بائیں کو

بلباہم نے جب غم سے نکلا آہ سوزاں کو  
یعنی ہے کفر کو گردیوں تیرے کو پے سکنیست  
کیا غارت اسی نے دی مجپہ جولاں عمرہ کا  
تیری قیامتِ رشک سے خدمت ہی آجاتاں  
تیرے لب وانچیلے نے کیا نہ چیز ہو گی میں  
خناکے زنگزاری نے کیا اتش پہست اپنا

فریں اس کا نہ ہو گر جلوہ ہم داشد نہ پچھنے  
پر عی کو حور کو غلماں کو خسار خواب کو

خیال صورت ولدار کو من میں نکاتا رہو  
تصور باندھ کر سب صورتوں میں کچھ پاتا رہو  
ضم کے غم کے بوئے وادی دل میں جاتا رہو  
خرابات محبت میں تامی وقت با تارہو  
ریا کونگ کو ناموس کو آگ کو جلا تا رہو  
جو پڑوائے تو پتیا رہے جو کھلوائے تو کھاتا رہو  
چھاں کو وصف اس کے جن کے ہرم مننا تارہو  
بیشه چشم و گوش اغیار اس کو چھپا تا رہو  
اگر صارع دگر بد ہو د کھاتا رہے بتا تارہو  
بتوں کے آستانا کو اپنی سجدہ کاہنا تارہو

وصالِ دست جی چاہیں من دے لگز تاہو  
پکر کے درد کا جھاڑ دا وٹھا دھے گر و غیرت  
فراغت پاکے سب غراض دنیاوی ہپنی ہے  
غلام در دندان خاکپائے ھاشماں ہو جا  
آٹھا کر خود پستی نیک و بد کی خاکبوسی کو  
جو فرمائے تجھے پیر معان اس کو بجا سمجھیں  
سرپا بات اور الحان ہر کے ساز کی صورت  
جماعت ہتی ہے جو عل صارع تجھے سے سرزد ہو  
ولے کھتا ہوں میں پیر جاناں کا ہنیں کوئی  
شپائیں گے مقید سے سوا اس ذات مطلق کو

فریں اس کو جی چاہے صورتِ خرباں میں دیکھ اسکے  
ہسی تصدیق کر کے اور خواہش کو بہلایا تارہو

تو شمع نورِ حق ہے علوی و سفلی ہیں پروانہ  
وہ پروانہ کہ شمع طوز کی ہے بھس کو پروانہ  
پھے جب یاد آتا ہے اسی بُرست کا فانہ

ہیں ہر دنوں بگ میں تیراثتافی کوئی جانا نہ  
ضم کے شمع خسار یکو جب دیکھا ہوا ہوں میں  
بہشت و کبر و هرش بربیں سب بھر بھاتے پس

جو نتے اپنے دور میں میرے دل دوں کا افسانہ  
دیا ہے خردیں فخر جہاں بھر کے پیمانہ  
ارے ساقی نہ دے بھر پادھ گلگوں سے پیمانہ

بجان تائب ہو جاتے عشق سے فرمادا دخنوں  
نہ مئے کی احتیاج ہے نہ کو شر سے ہے کچھ حاجت  
پھر آئی ہے مجھکو اپنی رب کی کامیابی دے

اگر محروم ہوتے عشق جاناں کی دل میرے  
عشق تھا اے فرید اس عالم ایجاد میں آنا

جس پر میری نظر ہے ادھر کو ادھر ادھر کو بھی  
کیا درد کا اثر ہے ادھر کو۔ ادھر کو بھی  
یہ عشق کا ثرہ ہے ادھر کو لد ادھر کو بھی  
در پرده پرده در ہے ادھر کو سماں ادھر کو بھی

وہ یار جبو ہی ادھر کو ادھر کو بھی  
کتنے پس شعلہ زدن پہاں کتنے پس اشکسار  
نیاز میں اشنا رہا ہے ناز  
حسن بے شال کی تاثیر دیکھیو

ہر مہوشوں میں یک چوتا ہے دل فرید کا  
اسوا سطے گزر ہے ادھر کو۔ ادھر کو بھی

نہیں اس کو کچھ حاجت دوں کی  
میری دل ہے مشاہ کے کربلا کی  
جو لذت پائی تھے ہیں اپنے نتا کی  
جو فیرت ہے توں کے آشنا کی  
مجھے ہے اس نئے رحمت خدا کی  
تجھے حاجت نہیں ناز و مردا کی

جیکے دل میں مرض عشق جا کی  
زمانے میں نہ دیکھایں مر اتم  
نہ دیکھی ایسی لذت مر بھر میں  
نہیں زاہد کے عند اشد دل اشد  
غصب اس کے کورحمت باہت ہوں  
تو بے سامان ہے خارت ابلیس اماں

فریاد ایلہے کعبہ ملتحی بھی  
اڑائے سر پاں کے فاک پاکی

دل میں لکھی جگر میں لکھی جان پہ لکی  
جس کو ازال سے عشق کی دلیں بلا لکھی  
پڑھے وہ کب نچے بیٹے یعنی ادا لکھی  
پان اس کے عمل رب پہ تو چبکر مزا لکی

ہرم کو پسندید یار کی ہانگی ادا لکھی  
وہ لکھ سے پانی مزہ زندگانی کا  
تیری نگاہ جس محو لکھی مُرز چکا وہی  
آنکھوں سے خون ہر کے چھوٹ میرا بھی گیا

نیزگ کا دہر سے پر دو ہوں فریاد  
سب کو خوشی سے مجھے نوک چھا لگی

جان پرے یعنی دل میلہے خبر لکھی ہوئی  
میرے نہیں ہاشم پستر ..... لکھی ہوئی  
یکن ہو جکو درد کی جھال رکھی ہوئی  
کویا ہے تن پہ چشمِ سمندر لکھی ہوئی  
ہے دل کو بلش باوا امر لکھی ہوئی  
جب کوہے تیرے رقص کی سو کر لکھی ہوئی  
ہیئے فاک تیرے پاؤں کی منہ پلکی ہوئی  
جاٹی ہے دل سے الفت کعبہ بھی بھی  
ہے سر میں میرے زلف کا سو اکھی بھی  
یوسف بھی بھی زینت بھی بھی

محکموہے نوک جو رستگر لکھی ہوئی  
جس دن سے تیرے کو چھے میں سیاں ہوں فاک پا  
شاپان سے شایانہ غم قبر پر مرے .....  
جاننا ہوں نار عشق میں مرتا ہمیں ہوں میں  
تیری سجنوں کی یاد پاے رد فتنہ بہادر  
بختہ پیں گرد ہاد بھی اس کے عنابرے  
تہسا فرید کو نہیں دو حلال میں کو بھی  
یاد آتاے حرم میں گلیب بھی بھی  
سیلان دل کو لفڑ کا کیوں نکرنہ فرض ہو  
مشتاق تیرے عاشق و محشوق دو نوں پیں

ہے سدا میں نیرے رلف کا سودا بھی کبھی  
یوسف بھی بھی زین بھی بھی  
اکثر ہے یاسیں یک تن بھی بھی  
میری طرف بھی چشم کا گوشہ بھی بھی  
پھر تاہے یہرے گرد گولا بھی بھی  
آتا ہے یہرے گھر میں سیا بھی بھی  
جس دشت میں جنوں کا ہے چرچا بھی بھی

میلان دل کو کفر کا یہ نکر نہ فرض ہو  
شناق تیرے عاشق دعشوں دنوں ہیں  
کیا اتنا وسط کا ہوا پتے دست سے  
ما رن ہیں ہول نیز دل سے تجھے کدوں اصل  
شاید کہ یہرے طوف میں ہو روح قیس کا  
تاب تجھے جان فدا کرے یہرے طفیل سے  
سودا یوں کو پارنے ارم سے بھی ہے لذیذ

آلام حسر میں اُسے ممکن ہے کب فرید  
جس کے ہر دلیں عشق کا کفکا بھی بھی

مسجد میں نیز محبکو زیارت ہتوں کی ہے  
روز اذل سے ہو چکی غارت ہتوں کی ہے  
اب رتدن میں مجھ پر قیامت ہتوں کی ہے  
والہ داس میں بہت تھارت ہتوں کی ہے  
حمد اسی کی جسے ہدایت ہتوں کی ہے  
شناق سے اُسے کے رغبت ہتوں کی ہے

ایلے محیط ہم پہ کرامت پڑوں کی ہے  
وہ ول کہ جس کو خانہ حق کہتی ہے خلق  
نتے تھے ایک بار قیامت ہو کیا ہوا  
کجھے سے ان کے کوپے کو حسر ہوں اگر  
غیر فدا کو جاہیں دیتی ہے دل میری  
بے ربط ان کے حق نہیں آتا مجھے نظر

امد کا یہم جانتا ہوں زلف کو فرید  
اللہ کا الوف مجھے قامت صدا کی بے

بیو جہ نام نگ کو آگ میں جلا پلے  
اس پر علاوہ خلق کو سرپر بھا پلے  
لا شے مرے کو خاک میں خون میں رُلا پلے  
قست جس کی جو ہو کوئی تھی وہ وہی لا پلے

افوس اس سے ہما کہ میں تیر جبا پلے  
کیا خوار دزار ہو گیا ہوں کوئے عشق میں  
بھر کرم سے آ کے پھرستم ایسا کیا  
تھیا رے ہے شکرہ نہ اغیار سے غرض

آوارہ جنوں کے جنگل کا ہوں فرید  
جس جا میں آئے اس سے مثال مبارکے

پردانہ جس کا جان سے ہر انور طور ہے  
آنکھوں میں میری گرچہ وہ سوکوس دُور ہے  
بتلاؤ عاشقوں سے کوئی ایسا یور ہے  
جو ویکھتا ہے مجھے وہ ہوتا نفور ہے  
 بتا ہے جو کہ مجھ کو وہ روتا ضرور ہے

اس روئے بے مثال پر کیا شمع نور ہے  
ہے میرے دل میں جان میں ہر ان مستصل  
غیر کے مارے بھر کرتا ہوں میں تبول  
ایک اور طور کا ہوں جہاں میں بنا ہوا  
بیدرو ہون جہاں میں یاد و مند ہوں

جور و جفا کے حد سے یہ کچھ اور ہر فرید  
جو دل ہے تیرے سوز سے رشک نور ہے

کرنہ اس شوریدہ سر کو خوارا پنے ہاتھ سے  
اپنی گردان پر رکھی تکاوے اپنے ہاتھ سے  
اپنا کر کے پھر دیا آزارا پنے ہاتھ سے  
رکھ دئے داغوں کی کیا رفتارا پنے ہاتھ سے

اپی محفل سے اٹھانا یارا پنے ہاتھ سے  
تیرے ابرد کی تصور میں شب فرقہ میں ہم  
ہائے کیا رس تم ہے ہائے کیا طرز جفا  
آفریں اے پنجہ دست جنوں سر پر مرے

سُم کھوں یار شکب امجا ز مسیح اجو کہ دے  
دولتِ دیوانگی اور برلٹ سودا نے عشق

ہے، بھو میں دارِ غصیباں پر فرید آید ہے  
دھوئیگا لطفِ خدا اک بار اپنے ہاتھ سے

پہارا فی ہو صیاد کو حکم قعال دیوے  
میرے ہاتھوں میں اب ہر فدا میری عناو یو  
مگر خست مجھے ایکبار طرفِ آشیاں دیوے  
چھاں اپنا لقادیوے دہاں مجھکو مکاں دیوے  
دلے ہر طور میں ایا مفترت سے اماں دیوے

پہارا فی ہو صیاد کو حکم قعال دیوے  
نہ گل نہ لالہ نہ ریحال نہ نزیریں چاہتا ہو نہیں  
نہ ہے خواہشِ بہشتول کی نہ امراضِ دونخ سے  
جی چاہے قتل کر دیوے جے پاہے اگ میٹ اے

گمانِ موت کرتا ہے غلط اس پر مجھے ای دل  
فرید آسا جی کوئی عشق کے مسلح میں جاں دیوے

ذشہ شیرینی سے دو چند ہوا کرتا ہے  
دیکھو کس طرح مرے دل میں سما کرتا ہے  
پر خیال ان کا تو انکھوں میں پھرا کرتا ہے  
رات بھرے خواب میں اس جا پہما کرتا ہے  
مجھ پر کیا برق بلا سیل فنا کرتا ہے  
نقش پائے تیرے کو سو سجدہ کیا کرتا ہے  
جس کا اک تیر دو نسد کار فصن کرتا ہے

بو سر ب سے میرا عشق بھرا کرتا ہے  
جس کو دست سے نوہیں مل دی سما پیں عاری  
بو نہیں یار رقبوں کو بسارک ہو دے  
دن کو گہم سے بری رہتا ہے لیکن یار د  
پانَ الوده و ندان کا نظر اڑو بر پا د  
وہ سیحا ہیں کہ یہیں بھی نلک سے ہر دنو  
ہئے پنجھرِ تفاس کا بنایا ہے ہمیں

کتنی آنکھوں سے ہر خون کتنے بلوں سے زندہ  
سب ہیں برباد چھا اے نگہ سرکش پار

صونی صروف میں حسن پستی میں فریل  
کیوں جہاں ایک بے، مت نا کرتا ہے

کئے سے یعنی سا جد تخت نانہ بن گئے  
حضرت اشک کے سبھی دروانہ بن گئے  
بلیں بنے کوئی کوئی پروانہ بن گئے  
چیزے تھے اب تو مسحی طفلا نہ بن گئے  
پیر و جوان و طفل کے افسانہ بن گئے  
غیرت اب اُسھادی جانانہ بن گئے  
ہم تو بتوں کے ذکر پستانہ بن گئے

پیر معاف کے فیض سے بیگانہ بن گئے  
ردیا ہوں ذوق خندہ ہانال کی یاد پر  
اے گلزار دشمن رخسار دیکھ کے تجھے  
کیا پوچھتے ہو ہم سے تو احوال ابتدا  
ویوانگی سے مشت سے آوارگی سے ہم  
مدت تک اس کے ہجر میں سرگشته ہورہا  
پینا بجائے خود کے نہ دیکھا ہے مئے کو بھی

لوگوں کو خانماں مبارک ہوا سے فریل  
سودا کی ہم طفیل سے بیجانہ بن گئے

ہماری بیٹوں اُنی پر نظر ہو دئے تو کیا ہو دے  
وے ایک دن رقیوں پر ظہر ہو دے تو کیا ہو دے  
شب تیرہ میری رشتک سحر ہو دے تو کیا ہو دے  
کہ ہجر یار کی بدی سفر ہو دے تو کیا ہو دے

تجھے ہم بیقرار دل بھک خبر ہو دے تو کیا ہو دے  
اگرچہ عمر بھر میں پائیں دشمنوں کا ہوں  
اُسی خورشید روکے نور کی فیضان سے یارو  
بیسزاری فدا سے روز و شب میں چاہتا ہوں میں

بصدیقاری خدا سے روز و شب میں چاہتا ہوں یہ  
کہ بھرپار کی بدھی سفر ہو دے تو کیا ہو دے  
اسی حالت میں دلبر کا گذر ہو دے تو کیا ہو دے  
مزار اپنی بندوں کی لڑ پر ہو دے تو کیا ہو دے

بصدیقاری خدا سے روز و شب میں چاہتا ہوں یہ  
یہ بتائی یہ بے خوابی یہ بے صینی کہ ہے مجھ پر  
ہمیں ہے آرزو و الشدجت کی مجھے لیکن

فریل الیسی جفا جو کو کہ ہے سفاک ہر ساعت  
اگر اک آن مختر سے خدر ہو دے تو کیا ہو دے

راہ دین کا سب بھلا کیا ہے  
مچا شور و غونٹا دکھایا ہے  
یہ کیا ہے کہ کافر جلا کیا ہے  
یہی آرزو ہے خدا کیا ہے

تصور تتوں کا جب آیا ہے  
قیامت نزد ہے جو میرے دل میں  
میں سنتا تھا دوزخ ہے کافر کی جا  
میں مر جاؤں اس بُت کے ماپوں کے پیچ

شب و روز یہ چاہتا ہے فردید  
رہے یار کا سر پ سایہ ہے

غافک اس کی کوپاڑی کے فرما دا اور بخون ہے  
عاقبت وہ کبھی مقصود نہیں شرف یا ب  
مجذبات علیسوی ہیں ان کے آگے عین عجز  
چشم ہر ابر و ہر خال و خط ہر رخ ہر زلف ہو  
اپنی اپنی جاپ سب سبلیوں ہے موزون ہے

جو جاں حضرت ولدار پ مفتون ہے  
عاقبت وہ کبھی مقصود نہیں شرف یا ب  
مجذبات علیسوی ہیں ان کے آگے عین عجز  
چشم ہر ابر و ہر خال و خط ہر رخ ہر زلف ہو

دیکھ کے تیرا سخن کہتا ہے عالم اے فریل  
سمحر ہے جادو ہے یا اعجاز کا مصنون ہے

جنت آنکھوں میں ہنہم سے بتراتا ہے  
فقر اور دل کا مجھے نقر نظر آتا ہے  
بُت پرستی میں چے خوب ہسرا تا ہے  
آتشِ عشق کا جب دل میں شر آتا ہے  
روز آتا ہے دلے رو زخم شر آتا ہے

جب مجھے یاد دلارام کا گمراہتا ہے  
فخر کے فقر کو دیکھا ہے میں جیسے یار و  
لائق وید رخ حضرت دبر کا ہے وہ  
غیر کے وہم کو یکپار پلا دیتا ہے  
صح کو ہڈ رتھ آغوش سے جب ہاتا ہے

نظم سنجی تیرادیکھ کے اعجاز فراید  
آفرین کے لئے دہلی سے طفر آتا ہے

جنبوں میں بھی مرزا اس کو نہیں آتا ہے  
جو کہ درد و غم و حرمت کی فدا کھاتا ہے  
مطلبِ عشق ہی سب تبری خشا گاتا ہے  
آہ دنائے سے ہوا اور نہیں بجا تا ہے

جو کہ دلدار کے کوچے میں قدم پاتا ہے  
اس کو کیا اطمینہ اور اشراہ سے لذت ہو  
دندر شمار ہر یازا ہدہ شیوار بھی ہو  
جیا ہے فلقت بری اے یار کچھ الفاف کرو

ایسے بیٹنے سے مجھے مت ہے در کار فرید  
کر کے تھا مجھے دلار چلا جاتا ہے

پر تو ہے گر خزان میں کہ علوہ بہار کا  
ایے دل سبب بتاؤ مجھے اندر اس کا  
لیا اغبار ہستی ناپائیدار کا  
پر ذرف نے کچھ چشم فنوں سازنے مارا  
پہ مجھ کو میعا یتیرے اعجاز نے مارا  
اپنی مجھے آہ اور تری آوازنے مارا

ہر زنگ میں نہور ہے بیرنگت یار گما  
جب ہر مکان میں خانہ ہے اُس تکنڈار کا  
ہستی ہے وہ کہ جبت اندھت ساز ہو  
تھا نہ مجھے یار کے انداز نے ماہا  
اور ان کے لئے قوت رُوحیہ ہاں  
مللت میں شب ہجر کی اے من سحر غیر

مجھے ہے اس لئے رحمت خدا کی  
تھے حاجت نہیں ناز دادا کی

غصب اس کے کو رحمت جاتا ہوں  
تو بے سامان ہر نارت اہل سامان

فرید ایسا ہے کبھی ملتحی رسمی  
اڑائے سر پاس کے خاک پار کی

دشت و صحرائے جنول بمحکوم دیا جاگر ہے  
یہ میری صورت میں حضرت عشق کی تاثیر ہے  
خار حضرت باغ دیرانہ میری تیر ہے  
غیر دل دینے سے ممحکو اور کیا تقیم ہے  
جون سے دیوانہ دل کو زلف کا زندگی ہے  
خاک اس کی کو چکے میرے لئے اکیر ہے

بیٹے شاہ عشق نے دل کو کیا تباہ ہے  
سنگدل جیسا ہو میرے رد برد ہوتا ہے دوم  
میں ہوں شاہ اور ملک غم ہر خون دل میرا تراپ  
جو اتنے کا سبب کچھ مجھ کو فریاد دیجئے  
رشک صدانا ہر حست رلا کھ آزادوں کی پے  
سیم سے مرطوب نہیں زر کی نہیں خعاشق کبھو

کیا ہو کچھ حاجت اکی شیخ و برمیں کی فرید  
جس کا نہ پیر طریقت وہ بُت بے پیر ہے

اس کو ہیں عین میبست بھی عشت کے مزے  
نار دوزخ میں ممحکو گل جنت کے مزے  
جو جاتے ہیں سگ یارے الفت کے مزے  
دیکھے فرد گراس کا ان ملاحظت کے مزے  
آئیں کہا جیے ہیں مترجمان کے ثبت کے مزے

جس کے ہیں ولیں تیری عشت حضرت کے گزرے  
انس سے درد کیسا تھا الی ہے لذت پیدا  
نہیں تی ہے مجھے پریوں سے نہ حور دل کی کبھی  
اپنے تکیں کی قسم تبغیخ ہوشیں اس کو  
سیر بستان سے باس باپ طرب موسم اپر

رشک نیر سے سے نہ کیوں نکر ہو سیحا محو ح ہیں جگر میں تیرے یروں کے جراحت کے مزے

جننا پر با د کرے ستم ایجاد فرید

اس سے دو چند بھٹے آتے ہیں راحت کے مزے

بتوں کے نازد نخرے میں فدا کا نور پایا ہے  
سمجھکر جھات پاؤ یار ہر ہر میں سما یا ہے  
دلے اب توں کے پاؤں کو کعبہ بنایا ہے  
اسی خائب نے میرے دل سے سب خاطر بھلا یا ہے  
کہ ہر سر جا میں میرے یار نے دیرہ جایا ہے  
کہیں آوارہ بسکر دشت میں گردہ اڑایا ہے  
کہیں یہاں میں خار و خس سے روپ اپنا دیکھایا ہے  
کہیں دیوانہ دل اور دینج پُرم کا مایا ہے

حقیقت مجھ کو رُخ صورتِ مجازی میں دیکھایا ہے  
قیاح است کو بلا حست دیکھ کر دیکھو ماح است ہے  
بدایت میں محبت تھی نمازو و روزہ و حج کی  
جسے غائب بھتی ہے سبھی مخلوق اے یار د  
تم اپنی چشم دل سے سو چکر دیکھو کہ اے لوگو  
کہیں ہم بصر عیش و طرب خوبوں کی صورتیں  
کہیںستان میں گل ہے۔ سرو ہے سبل ہر زکسے  
کہیں انداز و ناز و عشو و غزہ کا سامان ہے

تعلیے دش دیکھا کر رُو۔ لباس فخر عالم میں  
فرید آزاد دل کو زر خریدا پنا بنا یا ہے

شہیدِ عشق ہوں نہ ہت پہ کعبہ شاپیا نہ ہے  
تیری زلفوں میں میرے مرغ دل کا آشیانہ ہے  
بلائے عشق کا ما را ہر ان را زمانہ ہے  
وہ زلف در پائے یا ہمارا جیل خانہ ہے

خذنگ ناز خوبیں کا جگر میر لشانہ ہے  
و عاٹے گیسوئے خدار کیوں واجب نہ ہو مجھ سے  
فقط اک میں نہیں تھنا ہوں اس کی جو رسی شاکی  
چھپہمہت ہے یا تیر ہے ہم بیگنا ہوں کو

یہ چرچا عاشقانہ ہے نہ بجٹ عاقلانہ ہے  
فاجس کو نہیں ہے وہ توکل کا خزانہ ہے  
سپرzelف میں اپنے حور کے ہاتھوں کا شانہ ہے

سمن مجھ سے خلاف عقل واقع ہوتا جانے دو  
ارے حارص عجت نے حرص اس دینا فانی کا  
میں وہ محشوق ہوں ادبار کا ہتھ سرمهانہ نہیں

جو ان و پیر طفولوں کی زیال پر یہ ترانہ ہے  
فرپیں اب عرش تک سب تیر کر دوں کا فنا نہ ہے

مر منتظر قلع ہے جلا و نہیں ہے  
وہ کہتے ہیں شیریں نہیں فرما و نہیں ہے  
عاشق سبھی ناشاد ہیں کوئی شاد نہیں ہے  
یہ پارہ دل پارہ فرماد نہیں ہے  
اس سہتی سوہنام کی بنیاد نہیں ہے  
نثارے میں بُت کے جی خسدا یاد نہیں ہے

خوں جوش میں ہر لشتر فراہیں ہے  
ہم کہتے ہیں فرما دیں شیریں نہیں کوئی  
کچھ شکر دُر دوں میں تیری گر جفا کیش  
بیداد گرا جور پ کچھ حسم بھی ہو وے  
دل طلب حق تائب خوبی سے بن جاؤ  
ہے شہد ک مرے نہ ہب شور یعنی دل

پان و دل سر بر بکف آئے ہیں فریداً اج  
افوس صد افحوس کہ صیاد نہیں ہے

یہ خزان بلا قز بلا سے بگڑ گئے  
ان کے مزاح ناز و ادائے بگڑ گئے  
میری مراد میرے چیز سے بگڑ گئے  
آخرو ہی خزانے بقاے بگڑ گئے

دل سر بر بکف آئے ہیں فریداً اج  
سادے تھے جبکے بول نہ تھا ایسا نظر بُت  
کرتے تھے جو جو منبع نہ کرتا اُن کو میں  
ہتھی بھسکو شادی بائی وصال کی

القصه بیع فرط غذا سے بگز گئے  
پیک صبا کے اہل سیا سے بگز گئے

غم کھانے کا اگر چہ بمحضہ استہما بھی تھا  
میری خوشی نہ بگزی کی طرح دیسے جب

معلوم و ضع دہر کی دیکھو فریں اب  
شفقت اسی کی میری دف سے بگز گئے

بُت پستی کے لئے کعبہ سے اسلام آدے  
گرجنا جو سے مجھے قتل کا پیغام آدے  
یہی سے مجھے یار دشناویں کا انجام آدے  
حضرت قصیر میں میرے شاہزادگانہ کلام آدے  
محمد گرج پہ کوئی رند ملنے اشام آدے  
گردشِ جام کے کب گردشیں ایام آدے  
ایسے آغاز کو اب کیا سرا بخام آدے

دیر میں قربت کا فروش خود کام آدے  
حضرت سے میری ایسا کہ کب زندہ نہ ہو  
چھوڑے علیٰ کونصاری سبھی ساجد ہوں میرے  
رنگ دوئے سے باذل آتش گلزار ارم  
کعبہ میں نانہ بنے گنبد سجد سبھی خم  
ہو پینے میں کئی عمارتے س تی دہر  
ماشقول کا جو ہے انہام ہر آغاز میرا

بمحض اپنے کافر یہ ایسا بنا ہے احوال  
الا انِ عشق سے گرنا تھہ کوئی نام آدے

اسلام کو گنواتے ہیں اک بُت کے دا سطے  
نشرم و چا گنواتے ہیں اک بُت کے دا سطے  
لعنے تیرے کھاتے ہیں اک بُت کے دا سطے  
کیا مکروفن بناتے ہیں اک بُت کے دا سطے  
ہر دھنگ میں ساتے ہیں اک بُت کے دا سطے

دارنجوب کو باتے پر اک بُت کے دا سطے  
نام نوٹ سہلاتے ہیں اک بُت کے دا سطے  
غیروں کے یار آندا تے ہیں اک بُت کے دا سطے  
گہریب مہدوں کے ہیں غریب زینت گذشت  
ہندو گھاں باتے ہیں مو من گھاں فرید

مکتب علم و عمل سے اس پر دُوری ختم ہے  
اس صنم رشک پر می پر ناہز ہوری ختم ہے  
اشد اشد میری بائی پر مند بوری ختم ہے  
جس پر فرط حسن سے غزو غزوہی ختم ہے

عشت کے کوچے میں جس پر بے شوری ختم ہے  
جننا ہماں ہے نیاز عاشقانہ کا کمال  
اتنانہ تھے عمر بھر میں قیس اور فرہاد کو  
کس طرح ہو کار جا ہربُت بدکیش پر

بیسے ہماں ہے فریدِ طلب موسیٰ نام  
فخرِ عالم پر ٹھپورِ نور طوری ختم ہے

سیکھو اسیا کی طرح پھوڑ پھوڑ کے  
رندوں کو می پلاں سے پہیانہ جوڑ کے  
بیھوں بمال غیر سے پاؤں سگوڑ کے

غم اس کے دل کو خاک یا توڑ توڑ کے  
اے چرخ میری فاک بدن سے تو بدمگ  
دلبر سے می کدے میں ہم جام بیسے ہم

رضوان آرزو ہے شب در دن اے فرید  
بیٹھے گا اس کے کوچے میں جنت کو چھوڑ کے

قدر کے تیر سے تیری نگہ بیمار پہتر ہے  
اور اس کے یارِ کنافی سے میرا یار پہتر ہے  
کر یعنی سے ہماری چشم کا بیمار پہتر ہے  
کہ تیری رشتہ تبیح سے زمانہ پہتر ہے  
کہ صدایاں سے کفر طرہ طار پہتر ہے  
محبے تو اپنے فخر الدین کا دیدار پہتر ہے

قنسا کی تیغ سے وہ ابر وئے خندار پہتر ہے  
زیخار کی محبت سے ہمارا عشق ہے افزون  
محبے تیری نگاہِ مست کی سو گندہ ہے جاناں  
زاہنے زہد بے ماقول پست نازاں ہو زاہد  
جزائے خیر ہوا عظاً کو کل مسجد میں کہتا تھا  
زہور و سرے دل نائل نہ علماء کی کچھ حاجت ہے

فرید اپاں کی ہے خواہش دیر و حرم دل سے  
کہ میرا سجدہ سوئے کو چڑھ لدار بھترے

ہر لحظہ میری جان پر رحمتِ فدا کی ہے  
بئے واسطے انہوں کو فلاافتِ خدا کی ہے  
جس غیر جانا اُس پر تولعنتِ خدا کی ہے  
بندے میں بُت کے غلوہ دایتِ خدا کی ہے  
ساتی ادھر کو دے کر شفاعة تقدیم کی ہے  
عائشوں کو دو چہار میں ضمانتِ خدا کی ہے

کیا دل میں جب نزوںِ محبتِ خدا کی ہے  
موجود کی طرف سے نہ سمجھوں توں کو ہم  
مظہر کو میں نلاہر سمجھیں نہ بھولیں گے  
حروم جو ہیں بُت سے خدا سے بھی دُور میں  
مون نہیں ثاب سے جن کو نہیں نصیب  
دوز خبیثت ایک ہے مشتاق یار کو

ہرگز فریدِ دامن پر من نہ چھوڑ  
خواہش تجھے جسے لطف و عنایتِ خدا کی ہے

سلطانِ حسن بُندے میں اس شہسوار کے  
دیکھو میں ناقواں پرستم روزگار گئے  
اًتشرف تاں میں سب مرے نگ نزار کے  
کیا خوشنا پس پھول ہماری بہادر کے  
کیا کیا ہیں تیچ زلف کے ہر تار تار کے  
نچیر جو ہیں اُس بُت عاشق شکار کے  
جتنے فریدِ دل میں پا بجوشن تار کے

گلزار بھی فدام میں اُس گلخانہ دار کے  
نہ یار ہے نہ بھر ہے نہ اختیار ہے  
سودش ہے بعد مرگ بھی اتنی کہ شتر تک  
ما سور دل میں آبلہ پا میں جس گر میں داغ  
جو پاک باز جگ کے پس سب ان میں قید ہیں  
صل من فرید ہکتے پس تیروں کے واسطے  
جنت کو جا کے رشکِ جہنم بادیں میں

آنچ گل شوریدہ بمحی کی پہار آنکھوں میں ہے  
شاید اس خورشید روکی انتظار آنکھوں میں ہے  
خا رحسرت کے اذل سے خا رخا ر آنکھوں میں ہے  
آنچ کس جشت کے صرا کی غبار آنکھوں میں ہے  
نظرہ کیا کہیئے کہ بھر بیکنا ر آنکھوں میں ہے  
جان زارا د حضرت دل بیقرار آنکھوں میں ہے

گلخوں کے بھرستے کیا لالہ زار آنکھوں میں ہے  
دید گر ظلت پہ پڑ جاتی ہے ہو جاتا ہے نور  
ہمدمو مجھلو مفرہ ہو عمر بھر کیوں نکر نصیب  
دیکھ کر جنت کو دشست اور غول حور دل کو کیا  
سینکڑوں طوفان بر پا ہو چکے ہیں اشکائے  
یا ہی ان دونوں میں اپنے بُت کے شوق سے

بن گیا ہوں میں پر ہی و حور کا قبادہ فریض بارک دشیا جب کے تقویر و نگار آنکھوں میں ہے
--

تب اس دیوانہ دل کو کچھ قرار خانہ آتا ہے  
کہ ہر دم میری خونریزی پہلے با کانہ آتا ہے  
میر سچ مشتاق تب آنکھوں میں گرتبا نہ آتا ہے  
کہ میری خا کبوسی کے لئے بخسادہ آتا ہے

میرے کاشانہ دیرائے میں جب جانانہ آتا ہے  
خداؤ جانے قیامت سے نہیں ڈرتا ہے وہ کافر  
زیادہ بکیہ اور اقصیٰ سے کرتا ہوں ادب اس کا  
اٹھی کرست ربانی کی چشم ہے دل کو بیتا بی

عجب ہے اے فریید اسلام سے بیزار کر مجھکو ابھی آغوش میرے میں وہی ترسانہ آتا ہے
---

اسم و صفات کیا ہے خود عین ذات حق ہے  
اور عاشقوں کے آگے خود سو منات حق ہے  
جس کے نظر کے آگے لات منات حق ہے

موجود بھے جگ میں کسم صفات حق ہی  
ناہ کی حق پرحتی ہے مثل بُت پرستی  
جس کو کرے گا سجدہ کس طرح ناروا ہے

پیر مغان سے میرا مسجد و کعبہ دل  
و اشدا یہ بات حق ہے و اشدا یہ باحق ہے  
آزر دہ جس کا دل ہو غیر خدا سے آول  
اس کی من و توئی خود عین ثبات حق ہے

انکار حق و باطل ہے اے فرید باطل  
جبکہ شیخ کہدے سب کائنات حق ہے

تشنه ہے کوثر میرے ذوق دین کیوں سطے  
چادر گل پاہیئے اس کے کفن کے واسطے  
دل میں ہے سوزش سُبْتِ ایماں تکن کیوں سطے  
کچھ خیال آتا ہنس حب وطن کے واسطے

میں قحط پیدا ہوں و صرف پنجتن کے واسطے  
جو محبت میں مرے غنچہ دہن کے واسطے  
ہے بجا کعبہ کرے گر میرے مرقد کو طواف  
فاک غربت تجیہ ہوں قربان تیری لطفے

ہاں مگر آیا ہوں میں رنج و محن کے واسطے  
شکر خدا کہ پایا ہے رتبہ قبیل کا  
اک نکرین بندھ ہوں آں بتول کا  
یہ پار گرائ سر پ چڑھانا نہیں اچھا  
مرزا سے میرے آنکھ چڑھانا نہیں اچھا  
کہ نہ استا ہے کوئی نہ کوئی پیر ہے اسکا  
کہ یوسف اپنے کیکو چیکہ ناک اک ایسا کا  
ابن قحافہ کا ابن خطاب کا  
ادر خا جگا ان چشمے عایجنا ب کا  
زیب و شور نیکنی کا چسرا پاس میگوں پر  
ذکر یک نکر خندہ زن آنسوں کے قطرے ہو ویں یحیا

نام مرائیں کے راحت جاگ جاتی ہے فرمایا  
میں ہوں سگ آستان جناب رسول کا  
اک ہمتوں مسلم ہوں اصحاب پاک کا  
اے دل غم ایفت کا اسٹھانا نہیں اچھا  
کشتہ ترے خبر انداز نگہ کا  
زمانے میں میرے مجروح دلکو تیر ہی اسکا  
میرے آزاد دل میں کس طرح ہو پاد دینا کی  
میں ہوں سگ آستان رسالت کا  
عثمان کا علی کا حسن دحسین کا  
ہزار آشوب زبغون پہنپ لکبوں فتنہ آنکھوں  
ہر ایک ذکر ٹھہر کو ہے تنور نوح کی تو ت

دو نوں چہاں میں بند کے سب سیں میں کام ہے  
نور بُنیٰ ہے شمسِ دہ ماہِ شام ہے  
مُجھے سا اگ اس کے در کا جو عاصی غلام ہے  
عاليٰ مقام سب پر وہ عاليٰ مقام ہے  
اور عرشِ جس کا فرش ہی دربارِ شام ہے  
کون و مکان کا تیرا کریم انتظام ہے  
جو سن لایزال ہے تجھے پر شام ہے  
ملکِ نساوٰ فقر کو تجھے سے نظام ہے  
تیریٰ شاد کا ورد مجھے صبحِ دشام ہے  
دل جس کا تیریٰ دامِ محبت کا دام ہے  
اور ان کی اپتھاپ پہلے کا کام ہے  
قرآن ہے حدیث ہے تیرا کلام ہے  
گویا میرادِ مان نئے خالص کا جام ہے  
ملعون ہے زینم ہے ولدِ الحرام ہے

محبوبِ حق ہے خواجہ خدا نجاشی نام ہے  
برحقِ خلیفہ حق ہے اور نائبِ رسول ۲  
ہے محلِ چشمِ حُور کا اس کی غبارِ رہ  
شہنشاہ ہوں کا شاہ ہے شیخوں کا شیخ ہے  
خلوت کر دے مجھے خاص اس کی حسیریم ذات  
دو نوں چہاں کا تیرا غلب احتلال ہے  
جو نورِ لم نیز ہے سب ہی صحابہ میں ہر عیاں  
زاہد کو فارسے تیرے سے ہے بُنات  
زندانہ و شر بری ہوں تیرے ذکر سے مجرم  
نامِ خُدار میدہ ہے خود سے پہ بائے ملت  
ہے شمعِ تیر کی لفت کا اے ہنادی سلوک  
سکے نصوص چار ہیں میرے یہ تین میں  
مح ہوں میں آنکھیں سیہست پار کا  
جس کو ہے تیرے آل کی حق میں خال ضد

پا ہے قبول کراؤ سے چاہے نہ کر قبول  
شنا فرید تیرا ازل سے غلام ہے

تعدد حاشیہ اردو۔ اعلیٰ کتابت و طباعت۔ گلابی۔ بہترین کاغذ  
قیمت ۸ روپے آٹھ آتے۔

ایسا خوجی

جگ سے دل سے جان سے فریاد آتی ہے  
جسیکے کشوپ دل عشق سے آباد آتی ہے  
طريقِ عشق میں جو مجھ سے استعداد آتی ہے  
جگر میں بیسے نوکِ ناولکِ صیاد آتی ہے  
زبان پر پرگل سے صد ابار بکھاد آتی ہے

بنجھ جب سیر جانماں کی گلی کی یاد آتی ہے  
وہ آخر ملک و حدت کے شہنشاہی کامالک  
ہمارے ساتھ کیا بستہ فردا درجنوں کو  
مزبے سے رٹک لذاتِ جمال اور حور ہوتا ہوں  
کمالِ عشق دیکھو جبکہ جاتا ہوں گلستان میں

علامی فخر دیں کی اس کوہے شایان عالم میں  
فریڈ اسادہ دل غیرِ جو غیر سے آزاد آتی ہے

ابت کرے کی بناء کروں یہ نہ کروں تو کیا کروں  
عشق کو پیشواؤ کروں یہ نہ کروں تو کیا کروں  
کر کے مایوس چاقی سے جو آیا ہم کو  
رستگاری کا مزہ دام سے آیا ہم کو

مدود سے کو فنا کروں یہ نہ کروں تو کیا کروں  
چھوڑ زہد و فائقاہ بنکر مریدِ میسکدہ  
عمر مکب بارنے مکھڑا نہ دکھایا ہم کو  
عشق بازی میں عجب خارق عادت ہیں تھاں

نوح کی روح بھی عرق آپ فنا کی ہو گی  
آئیے گاغہ میں اگر دوئے کا رأیا ہم کو

کرتا ہے قتل گروہ ملماں نئے نئے  
غیروں کے پاس اتنے پس احوال نئے نئے  
آتے ہیں دل کے خانے میں ہمایل نئے نئے  
صحا نئے نئے پس بیا ہم نئے نئے  
پقنه ہونے پس عاشق جانماں نئے نئے

وہ چنگ کے نئے آتا ہے سماں نئے نئے  
بسنلے بیری طرف کو ان کا خجال دل  
گرسوز دگر گداز گئے درد دکاہ غرم  
سلطانِ عشق سے بمحضِ انعام میں لے  
اتنے ہیں فلک پستارے زمیں پس

میں غمزے کی عیار کے کیا کیا ہوں فرید  
ہر دم ہے دل میں خبر پیکاں نئے نئے

ضم کے درد میں جو طالبِ دا ہر دے  
بخلطِ سحر کجا مزا ادا ہر دے  
جسی کایا رکے پاؤں میں سرفدا ہر دے  
جو دل کے صدق سے رندوں کا فائپا ہر دے

وہ مرض سے ابد الدہر بستکا ہر دے  
پیغیر اس بُت پر کیش رشک عیلے سے  
تلک ہر دو فٹھ اس کا کفن ہو پادر سہ  
بزارِ زہد قربان ہواں کے قدموں پر

روز ہے اس پستم تجھ کو مشت میڈتے  
فرید جیسا اگر کوئی دوسرا ہو وے

ہر ان دل میں درد ہے اور اضطراب ہے  
میں شاہِ غم ہوں خونِ حبگر کا شراب ہے  
فرقت کی شب ہے یا یونھب کا سحاب ہے  
بیداری میں جی آوے تو سمجھوں یہ خواب ہے

ہر ان دل میں درد ہے اور اضطراب ہے  
میں شاہِ غم ہوں خونِ حبگر کا شراب ہے  
پرق رشک ہے با رانِ فعال ہر رصد  
اس بے دنا سے آنا میں یاریں ہوں مرام

جس پر درودِ لکھنئے دحدت کا ہے فرید  
وہ جانِ دل سے خاکِ رہ پوتا ب ہے

میں ہوں پتاں اس کا دہی میرا ماہ ہے  
جو بُت نظر میں آئے گا سمجھوں اللہ ہے  
دیکھو ریتیوں سے کیا اس کا رفاه ہے

بولا ہے جس نے مجھے مجھے اس کی چاہ ہے  
آتنا بیٹھت جوں ہا ہے یہرے پر  
جیسا شاہِ مشت آیا ہوئے جانِ دل خواب

بچنے نیاز کے بہاں بے حد سیاہ ہے  
یا شعلہ جھپٹم ہے میرے آہ ہے  
جو مجھ پر ہے ثواب وہ اس پر گناہ ہے  
میخانہ ہو مقیم کہ میری پشاہ ہے  
حق دوؤں بُک میں اس کو کیا رد سیاہ ہے

شاید کہ شاہ ناز پر نصرت ہو مجھ کو آج  
اُقْش سے جس کے شور و قیال ہر جہا نہیں  
زاہد پر جو گناہ ہے ہم کو ثواب ہے  
بنخانہ دسلجند ہو گا نہ ہو گا کیا  
دنوں کے حق میں جس کو ہے اک ذرا خلاف

کس طرح دید دیجئے سے صرف نہ ہو فرستید  
جس کا بُوئے فانہ خمار راہ ہے

ستم کے شد ط باز یکے وفا کے  
خطا کے اور علط کے ناز کے  
قلم ہے اس جف بو کے بفا کے  
پلے بولی میں تاثیر ہما کے  
گلی تیری ہے رشک کر بلہ کے  
بشتیوست نے اپنے اذنا کے  
عجب اُنہے ہے تاثیر دعا کے  
برزتے پھرتی ہے یعنی تفاصی کے  
یہ ناگُن دیجئے زلیف دوتا کے  
کر سرتاپا ہے تعمیر بلا کے

ہر ایک ساعت میں سو طرز جف کے  
میخانے اگر میری ددا کی  
سُنڈر ساہول خوش نار جفا میں  
اگر کھائیگے میرے استخوان کو  
شہیدِ دن محبت کی مجرمے  
ذین دیکھ کر تجھ کو کہا ہے  
میں قباچا ہتا ہوں دصل ہے مجرمے  
تیری بُرنگ کے دصف سن کر  
ہنس کر لی کر آ سے کامانہ نہ ہو گا  
سپر گیس سے شکل ہے رہائی

میری یہ آرزو ہے اب تدا کے  
شکایت اپنے طالع نامہ کے  
پیکا ہے بد خوب ہے اس نامہ کے

رہوں گا انہیں تک مقدم غم  
ہوں کیا ہو نہیں سکتی ہے اسے دل  
نہ چھوڑ آشنا کا نام ہاتی

فرید اپنے ہے روز اذلے  
غلام اور غاکپائے صوفیا کے

اشد کے جزو محل کا میعاد ہیاں ہے  
خون جگری آنکھوں سے ہر لحظہ روایاں ہے  
پچنا نہیں ممکن کہ گراں پار گراں ہے  
شاید کہ میرا کعبہ دیں کوئی تباہ ہے  
ہوں پیر دلیے مشت کا جواں جواں ہے  
فانع غم مشت اپنے ٹئے ہانجھاں ہے

بھرت میں تیری باد پر باد چھاں ہے  
دل کو ہے علش تن کو ٹپش جاں کو حرارت  
زقت میں ہے اندوہ صنم کو وہ طامت  
قبیلے سے بھی کفار سے نفرت ہو زیادہ  
بے وقت جنوں پر میری کیوں منستی ہے زنجیر  
زاہیں خواہش مجھے فردوس بریں کی

ہے نہ مُل اور نہ ساقی و نہ مطراب  
ہیمات فرید آنح کیا بد و بخراں ہے

غم فرقت کے نشر سے جگر کا خون جاری ہے  
کھود ببر کو تیرے گھر سے ای خستہ ہماری ہے  
جو میں ایسا جانتی پییں لا دن دوکھ ہو!  
مگر دھنڈو را پھیرتی پییت نہ لاوے کو  
**جگر پر خون دل پر درد** تن کو بیقراری ہے  
چوڑا بھوڑیں مانگھا جاروں کی جلد کا ترو!  
دیکھو عشق کے مالے آن پوچھے کو۔

ہوا بیزا باب اور ماں بھی سب الفت بساری ہے

انکھوں میں سو کا نٹا اور سو لی سہوں پچاس ایک دلکھنا سہوں کہ پیا اور دل کے پاس وہ کب جیوے جس کے یار کی اور دل سے یاری ہے

کانگا کرنگ پنجھڑیوب چن کھایو ماں یہ وہ نین نہ کھائیو کہ پیا ملن کی آس ازل سے دل کو اہن کے دیکھنے کی انتظاری ہے

آہ کروں تو جل جلے اور جنگل بھی جل جائے یہ پاپی جیرا نہ جلے کہ جس میں آہ سمائے نہ مرتا ہوں نہ جائی ایک حضرت کی انگاری ہے جیسے پیت چکور کی چاندا نہ ماتے لہنی توڑ بجھا ہی اُس کی وہ جانے وہ چاہے کرے میری اس کی پیش زاری ہے

پیتم کو پتیاں لکھوں اوپر لکھوں سلام جس دن کی تھم ز پھر ہی میری شیان نینھیں حملہ فریاد اُس کو ہے کب آرام جس کو زخم کاری ہے

جانپ حضرتِ خوبیں کا ہوں مریدِ عنلام نہیں ہے مجھ کو شیوخ اور برہمنوں سے کام

دہن میں آہ جگر میں شرار، دل میگ جحیم سے ہیں بدتر مجھ بے جھر کے ایام جو ہوا شیدا ازل سے بتوں کا اک بار ہمارے عرف میں وہ ہو چکا ہے نیک انعام بتوں نے جس کے دل و دل کو کر لیا غارت خدا نے اس کو کیا شناہ ملک دین اسلام

فریاد اپنے عقیدے کو میں نے کیا ہے میان جو مستقر ہوا اُسی کا اُسی کو مجھ سے سلام

# فریدی حضرات تو وحیہ دیں

مولانا روم فرماتے ہیں۔ ہے یک نانہ صحبت با اولیا۔ بہتر از صد الہ طاعت بے ریا۔ اور فرماتے ہیں ہے  
ہر کہ خواہ ہم نیشنی با فدا۔ گوئی شیند در حضور اولیا۔ ہم تم سب رزو مند ہیں۔ کہ خدا یا کسی ولی کی صحبت کا شرف عطا فرا۔  
مگر قسمت مگر دنیا و دولت قربان کرنے سے کوئی مشکل نہیں۔ یہی تو وحیہ ہے۔ کہ ہم نے جب سے دنیا سے پایا رکھا۔  
اسی وقت اپنی سیر ملکوتی سے محرومی کا نشانہ بن گئے۔ فریدیاں یو! اگر چاہتے ہو۔ کہ ہمیں ایکبار اُس خوٹ زمیں  
حضور خواجہ علام فتح سلیمان علیہ الرحمۃ والغفران کی صحبت کریمہ سے حصہ مل جائے۔ تو آپ کے لئے نہایت سہل طریقہ تیار  
ہو گیا۔ جس میں فقط ایکبار نہیں بلکہ یاد بار اُس ابر حمت سے بہرہ دہنے کا موقع ملتا ہے۔ ایک دن نہیں۔ بلکہ  
ساری زندگی کے لئے فقط فریدیوں کیلئے نہیں بلکہ ساری خلق فدائیلے نعمتِ عظیم ہے۔ بشرطیکہ پرو  
مرشد سے دنیا پیاری نہ ہو جائے۔ وہ طریقہ یہ ہے۔ کہ حضرت کے وہ ملعوظات جو آپ کی حیثیتِ حیات میں حجج  
ہوئے۔ آپ اُس کو زیرِ مطالعہ رکھیں۔ مگر وہ اس وقت نایاب ہیں۔ ہم نے آپکی سہولت کیلئے ان کا اُردو  
ترجمہ کرایا ہے۔ مگر سرمایہ کی قلت کے سبب کام رکا ہوا ہے۔ آپ اگر ان مریؤں سے ہیں۔ کہ جنکو خود حضو  
فرماتے تھے کہ میرے کل اڑھائی مرید ہیں۔ مرید تو ویسے بہت تھے۔ مگر ان حفل میں جان مال قربان کرنے کا  
مادہ تھا۔ آپ یہی جان و مال کو قربان کرتے ہوئے دو ذیل کے معروضات پر ہمکر دکھلا ہیں:-

۱۔ تمام ملعوظات کی تیاری کیلئے دونہر اڑزو۔ وقف فرمائیں۔ یا فقط حصہ اول کیلئے یعنی سور و قرآن کریں۔ ایک صاحب، دری  
یا ملک کر۔ ۲۔ تمام ملعوظات کیلئے پانچ روڑے یا فقط حصہ اول کیلئے ایک روڑی پیشگی دیکر ریڈی ہیں۔ جن حضرات نے  
اس کام میں حصہ لیا۔ ان کے اسماء ملعوظات کی فہرست میں ہون گے۔ قسم ہمچنے کا پتہ ہے۔ حافظ عبد الغفور فریدی کی  
نازکی مدرس اول جو حفظ